مفاخر الاخبار و مآثر الابرار

الوقف لا یملک

مُفاخِر الاخیار و مآثر الابرار

جس میں حضرت رسولِ خدا۔ جناب فاطمہ زہرا و ائمہ معصومین
صلوات اللہ علیہم اجمعین کی مدائح و موالید اردو نظم میں جمع کئے گئے ہیں

مُرتّبہ

عُمدۃ العلماء العاملین خادم اخبار ائمۃ اللہ طاہرین المعروف باسمہ
المسمّیٰ علی الوجہ الاحسن مولانا مولوی السیّد مظہر حسن الموسوی السہارنپوری
مدّ اللہ ظلہ العالی

حسب
فرمائش جناب مُستطاب رفیع الالقاب حاجّ الحرمین الشریفین زائر کربلاء
و نجف و سامرّہ و کاظمین جناب سید حیدر حسن صاحب رئیس چلکانہ
ضلع سہارنپور دام مجدہ الشریف
مطبع وزیر ہند پریس سٹیم ورکس امرتسر میں چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم سید المرسلین و آلہ الغر المیامین

امّا بعد اخبار و احادیث اہل بیت اطہار صلوٰۃ اللہ علیہم میں بار بار تاکید وارد ہوئی ہے کہ ہمارا شیعہ وہ ہے جو ہماری خوشی میں مسرور ہمارے رنج و غم میں محزون ہو۔ بنا بریں لازم ہے کہ مومنین ایّام سرور آنحضرات علیہم السلام میں خصوصاً روز ہائے ولادت میں محافل سرور و حبور ترتیب دیں۔ وفات کے دنوں میں مجالس تعزیت برپا کر کے مراسم حزن و غم بجا لائیں۔ خاص کر بڑے بڑے شہروں میں جہاں ماشاء اللہ مجمع مومنین زیادہ اور ارباب درد دل انہیں شامل ہیں۔ اسی شان و شکوہ سے یہ امور عمل میں آئیں جو آنحضرت عالیات کے شایانِ شان ہے۔ مگر ہمکو بہت افسوس سے اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ ہمارا فرقہ شیعہ جیسا دیگر دینی دنیوی سرگرمیوں میں پسٹری ہے ویسا ہی اس بارے میں بھی وہ اور قوموں سے گرا ہوا ہے۔ ایک ایّام عاشورہ کے سوا کہ اُنمیں تو جیسی کیسی مجالس عزا برپا ہو جاتے ہیں دیگر حضرات مقدسات کی ایّام ولادت و وفات کا اُنکو خیال تک نہیں آتا۔ بلکہ حضرت سیّد الشہدا ابا عبد اللہ الحسین صلوٰۃ اللہ علیہ کی بھی تاریخ ولادت سے کچھ علاقہ نہیں۔ گویا مجالسِ عاشورہ کر کے یہ حضرات باقی جملہ شعائر دینی سے بزعم خود سبکدوش ہو جاتے ہیں۔ کیوں صاحبو! کیا دیگر فرقوں کو دیکھ کر بھی تمہاری رگِ حمیّت حرکت میں نہیں آتی کہ اب بھی اپنے پیارے نبیؐ۔ اور اونکی لختِ جگر۔ و آئمہ اثنیٰ عشر صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کی مجالسِ میلاد منعقد کرو۔ اور ان ایام متبرکہ میں مراسم عید بجا لاؤ۔

آجکل کہ گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایۂ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں۔ ہندوستان کا ہر قوم ہر فرقہ اپنی بہتری کی فکر میں لگا ہوا ہے۔ اپنی ترقی۔ اپنی ناموری۔ اپنی شہرت کی دُھن میں ہے۔ آریہ دیانند ستی کی برسی کرتے ہیں۔ برہمو کیشب چندر بنگالی کے گیت گاتے ہیں۔ سکھ گورو نانک کے نام کو روشن کر رہے ہیں مرہٹوں نے کچھ اور نہیں تو سیوا جی ہی کا سالانہ جشن نکالکر کھڑا کر دیا کچھ ہندو مسلمان اکبر بادشاہ کی جگہ نیکے درپے ہیں

نیچری سید احمد خاں کی یاد برس کے برس زور شور سے تازہ کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ ۔ اندریںصورت حیف ہے کہ ہمارا یہ فرقہ شیعہ اثنا عشری کہلائے دوازدہ امام چہاردہ معصوم کا بچوں کو یہ سبق دے ۔ مگر عملی طور سے آنحضراتؑ کی کہ درحقیقت سادات عالمین باعثِ ایجاد سمٰوات و ارضین ہیں یاد تازہ کرنیکا باوجود انکی کمی کے کافی انتظام نکرے پہلے یہ عذر تھا ۔ کہ اردو زبان میں سامان مہیا نہیں کہ ایسے مجمعوں میں پڑھ کر سنایا جاوے اب فضل الٰہی سے چند مکمل میلادیں نظم میں چھپ چکی ہیں ۔ اس نحیف نے سلسلہ تاریخ الائمہ شروع کر رکھا ہے جسکی چند جلدیں چھپکر شایع ہو چکی ۔ ایک جلد تاریخ امام ہشتمین علیؑ بن موسےٰ الرضا حال میں لاہور میں زیر طبع ہے ان کتابوں سے نثر خوان کو بہت کچھ مصالحہ مل سکتا ہے ۔

سب کے علاوہ یہ مجموعہ منظومہ اسی غرض سے فی الحال طبع ہو کر حاضر ہوتا ہے ۔ کہ اسے کام میں لا کر مُصیب ثواب ہو جیئے ۔ مکرمی سید حیدر حسن صاحب رئیس چلکانہ خدا آپ کی توفیق کو اور زیادہ کرے ۔ عرصہ ایک سال ہوا حج و زیارت عتبات عالیات سے فارغ ہو کر واپس آئے تو اس نحیف کے پاس ایک شب کو ٹھہرے ۔ آپ کے ساتھ چند نظمیں بعض حضرات اہل لکھنؤ مقیم کربلائے معلیٰ کی تھیں ۔ مجکو دیکر فرمایا کہ ان سے انتخاب کر کے ایک مجموعہ میلاد و مناقب چہاردہ معصوم علیہم السلام ترتیب دیا جائے اور طبع ہو جائے تو میں اسکو مومنین پر وقف کرونگا مینے اسکو دیکھا تو زیادہ تر فضائل حضرت امام زین العابدینؑ تھے اور بعض ائمہؑ کی شان میں کوئی قصیدہ بھی نہ تھا لاجرم دو دو تین قصیدے ہر معصوم کے حال کے انتخاب کیے ۔ اور جنکی شان میں کوئی قصیدہ نہ تھا انکا مدح و میلاد مشتہر معروف بچوہا سائر سے لیکر اضافہ کیا گیا اور ہر معصوم کے شروع حال میں حاشیے پر انکی تاریخ ولادت و وفات درج کیگئی تاکہ نفع عام ہو اور نام اسکا مفاخر الاخیار مقرر کیا حق تعالیٰ اس سے مومنین کو نفع بخشے اور ثواب اسکا اس کے بانی اور مصنفوں کے عاید حال کرے فقط

راقم مظہر حسن موسوی

مقام امرتسر

مورخہ ۵ ماہ مبارک رمضان سنہ ۱۳۲۴ ہجری۔

کتبہ محمد اکبر خوشنویس

خواجۂ عالم سیّد و سردارِ بنی آدم حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ولادت باسعادت وقت طلوع آفتاب دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول سال فیل بمقام مکہ معظمہ ہوئی ۔ ۱۲

آج عالم میں رسولِ دوسرا پیدا ہوئے
باعثِ ایجادِ عالم مصطفٰے پیدا ہوئے۔

آرہی ہے عرش سے تا فرش آوازِ درود
قدسیوں میں شور ہے۔ صلِّ علٰی پیدا ہوئے

فیض جن سے انبیا تک نے ہمیشہ پایا ہے
شکر ہے صد شکر وہ معجز نما پیدا ہوئے

اب مرادیں ہونگی حاصل خلق کی مطلب حصول
بیکسوں کے دادرس خیر الوریٰ پیدا ہوئے

جنکو صدہا رنج وصدمے دینگے کفارِ قریش
آج مکہ میں وہ باصدق وصفا پیدا ہوئے

آجتک یہ نور ہے جن کے ظہورِ پاک کا
اس مہینے میں وہ شاہِ دوسرا پیدا ہوئے

دین ودنیا کا شرف ہے جن کی ذاتِ پاک سے
وہ شریف باصفا نورِ خدا پیدا ہوئے

کیوں نہ ہوں مسرور سارے مرد وزن عالم کے آج
ہو مبارک مومنو شمس الضحٰے پیدا ہوئے

معجزہ شق القمر کا جن سے ہوگا آشکار
عالمِ امکان میں وہ نورِ خدا پیدا ہوئے

جو حبیبِ خاص ہیں اللہ کے اے مومنو
آج دنیا میں وہ محبوبِ خدا پیدا ہوئے

بس رضا اب روک خامے کو نہ زیادہ طول دے
ہے یہ کافی خلق میں وہ رہنما پیدا ہوئے

قطعہ

گر تمنا ہے کہ قصرِ خلد میں جا کیجئے
مدحِ محبوبِ الٰہی کی کچھ انشاء کیجئے

مدح گوئی کا تیری کس مونہہ سے دعوٰی کیجئے
اے سراپا نورِ حق تیرے نثار کیا کیجئے

تو وہ عین اللہ سِرّ اللہ اعظم ہے شہا
جب تیری مدحت سرائی کا ارادہ کیجئے

پردہ ہائے دیدۂ مشتاق پر تیری ثناء
نورِ چشم وخامۂ مژگان سے انشا کیجئے

کرکے ذکر اشعار میں تیری علوِ جاہ کا
لامکاں سے نظم کا رتبہ دو بالا کیجئے۔

ہے تیری رخسارِ روشن میں ظہورِ نورِ حق
فرطِ حیرت سے اس آئینہ کو دیکھا کیجئے۔

بے نیازی ہائے خالق کا ارادہ تھا یہی
تجھ کو پیدا کرکے شاہِ دین ودنیا کیجئے

خاکدانِ دہر میں آنیسے اتنی تھی غرض
کفر کو اسلام بتخانے کو کعبہ کیجئے۔

ہے شروع اس آستاں سے گلشنِ جنت کی راہ
تیرے در پر کیوں نہ مرنیکی تمنا کیجئے۔

دل کو تیرے روئے رنگیں کے تصور سے شہا
غیرتِ گلزارِ فردوسِ معلّےٰ کیجئے۔

ایکدم کو روئے روشن سے اُلٹ دیجے نقاب
وادئ یثرب کو رشکِ طُورِ سینا کیجئے۔

کہکے رحبت دوستوں کا کام دل دیجے شہا
دہر کو باغِ جناں دُنیا کو عقبےٰ کیجئے۔

دیکھو ہر شہنشاہ آج محوِ زینتِ دربار ہے
جشن میلادِ جنابِ احمدِ مختار ہے۔

دل ہیں گر جوشِ ولائے احمدِ مختار ہے
پھر تو ایکدم میں یمِ عصیاں سے بیڑا پار ہے۔

آپکے حق میں یہ قولِ داورِ دادار ہے
میرا محبُوب اور میری سرکار کا مختار ہے

ہے وہ تیری درگہہ اے نورِ جلالِ کبریا
خاک جس کی سُرمۂ چشمِ اُولوالابصار ہے

لکھی ہے عیسیٰ نے جو تیری رُخِ رنگین کی مدح
صفحۂ مہرِ مبیں ایک تختۂ گلزار ہے

محفلِ اقدس میں تیری اے شہ عرش آشیاں
ہمنشیں حیدر ہیں اور جبریل خدمتگار ہے

تو وہ شاہنشاہِ دیں ہے اے شہ انجم سپاہ
رزم میں دستِ خُدا جس کا علم بردار ہے

ہر کفِ پا تیری اے نورِ جلالِ کبریا۔
صورتِ رخسارِ یُوسف مطلع الانوار ہے

دیدۂ خورشید کو کب ہے تیرے جلوہ کی تاب
چشمِ مُوسےٰ کی طرح گو طالبِ دیدار ہے

لکھ کے مدحِ صاحبِ معراج شبدیزِ قلم
مثلِ رفرف عرش پر اوڑ جانے کو طیار ہے

تو قدم جس سرزمیں پر رکھدے وہاں کی خاکپاک
بہرِ حورانِ بہشتی غازۂ رخسار ہے

وقتِ کورنش تیری درگہہ پر گرے ہیں اس قدر
تاجِ شاہاں کا زمیں سے تا فلک انبار ہے

سلسبیل و کوثر و تسنیم کہتے ہیں جنہیں۔
انکا تو مالک ہے ساقی حیدرِ کرار ہے

دیکھے تیرے لب کو موجِ آبِ حیواں سے مثال
شرم سے مداح تیرا محوِ استغفار ہے

فیض کو مال و زرِ دُنیا کی کچھ پروا نہیں ۔۔۔ ایک نگاہِ مرحمت تیری اسے درکار ہے

سیدۃ النساء جناب فاطمۂ زہرا صلوٰتُ اللہ علیہا

ہنسے دیتی ہیں غنچے پھول ہیں خنداں گلستاں میں ۔۔۔ کوئی زیبِ ارم آنیکو ہے کیا باغ امکاں میں
حُسینانِ چمن ایک ایک سے ہنس ہنس کر کہتے ہیں ۔۔۔ چلو اے ہمصفیر و پھر بہار آئی گُلستان میں۔
رُخِ گلہائے رنگین پر نہیں قطرے یہ شبنم کے ۔۔۔ حُسینانِ چمن افشان لگائے ہیں گلستان میں۔
زمین سے تا فلک شورِ مُبارکباد پھیلا ہے ۔۔۔ خوشی میلادِ زہرا کی ہے برپا حن و انسان میں
صبا لوٹے نہین جاتی لہکتے دیکھکر سبزہ ۔۔۔ بہارِ حُسن آئی ہے تماشے کو گلستان میں
ہوئیں پیدا جنابِ فاطمہؑ گھر میں پیمبرؐ کے ۔۔۔ مُسرت کا یہ مژدہ سنتے ہی جان آگئی جان میں
کھِلے گل ہیں مُسرت سے خوشی سے سُرخ چہرے ہیں ۔۔۔ صبا اٹھکھیلیاں کرتی ہوئی پھرتی ہے بستان میں
صبا اِتراتی پھرتی ہے کسی کی زُلفِ مشکیں پر ۔۔۔ بسی ہے گل میں پہلے ڈوب کر چاہِ زنخداں میں

دیگر

جہاں میں کب یہ رتبہ مریم و سارہ نے پایا ہے ۔۔۔ سحابِ رحمتِ حق چادرِ زہرا کا سایہ ہے
یہ ہیں اُمّ الائمہ ماں ہیں گیارہ حُجّتِ حق کی ۔۔۔ فقط مریم نے اس رتبہ کا ایک فرزند پایا ہے
ہوئی نازل فلک سے چادرِ تطہیر بعد اُسکے ۔۔۔ خدا نے پہلے اُن کو خلعتِ عصمت پنہایا ہے
لقب خیر النسار کا جانبِ حق سے ملا اوسکو ۔۔۔ خطابِ بِضعَۃٌ مِّنّی حبیبِ حق سے پایا ہے
ہے ان کے مرتبہ سے آسیہ کی عقل چکر میں ۔۔۔ کہ حق نے چرخ کو انکا بلاگرداں بنایا ہے
محیطِ رتبہ انکا اور بشر کی عقل میں آئے ۔۔۔ یہ کیونکر ہو کہیں دریا بھی کوزہ میں سمایا ہے

دیگر

میرا یکِ تصور عرشِ اعظم تک تو پہنچا ہے ۔۔۔ نہ پہنچا جس تلک وہ فاطمہ زہرا کا رتبہ ہے
شفیعِ حشر ہیں یہ بھی مثالِ احمدؐ و حیدرؑ ۔۔۔ جبھی تو ایک جہاں خاتونِ محشر انکو کہتا ہے
بی بی حاجت نماز اکی سرورِ اربابِ ایماں کا ۔۔۔ بس طاعتِ ثنار اکی ملائک کا وظیفہ ہے

یہ وہ خاتون والا قدرِ علیّین نشیمن ہیں
کہ ہے عرش انکی مسند رحمت خالق پہ تکیہ ہی

نہیں پروانے کو پروا انکی محفل ہیں آنے کی
اگرچہ انکی شمع بزم کا وہ دل سے شیدا ہے

صبا لاتی ہی بہر نذر جب نکہت بہشتوں کی
حضوری میں تب آتی ہے جب انکا حکم ہوتا ہے

بھلا پروانہ بادِ صبا کو کیا کوئی پوچھے
فرشتہ بھی کبھی بے اذن انکے گھر میں آیا ہی

کیا ہی انکے رخ کا ذکر جس حورائے جنّت نے
تو پہلے جا کے موںہہ کو چشمۂ کوثر میں دھویا ہی

ہے انکی نور سے حسن مہ کنعان کو وہ نسبت
ضیائے مہر و شمع صبحدم میں فرق جتنا ہے

اسے ہی رقص کی عادت تماشے سی انہیں نفرت
اسی باعث سی انکے باغ میں طاؤس عنقا ہے

ہے اسمیں آنکھ کی صورت اور اونمیں شرم کی خصلت
گلِ نرگس کو انکے بوستان سی کیا علاقہ ہی

رخِ پر نور انکا قبلۂ ایمان مریم ہے
لبِ جاں بخش انکا معجز آموزِ مسیحا ہے

ہیں مریم آپکے آگے کیا یہ ہیں آسیہ حورا
یہہ نور رخ کبھی انکے فرشتوں نے بھی پایا ہے

سلیماں اس تفحّص میں ہیں دفتر دیکھکر انکا
کنیزوں میں کہیں بلقیس کا چہرہ بھی لکھا ہی

حدیث بضعۃ منّی سے یہ ایک جزو احمدؐ ہیں
کہ وہ ہیں مصحف ناطق یہ انکا ایک پارہ ہے

بیان اون کی ثنا کا اور زبانِ لال خامہ سی
انہی کا معجزہ ہے جو زبان گنگ گویا ہے

نہیں بیجا جوائے فیض اوسکو گنج شایگان کہیے
مرصّع شایگان کی نامیوں سے یہ قصیدہ ہے

حضرت امیر المومنین سیّد الوصیّین علیؑ مرتضیٰ صلوات اللہ علیہ

رباعی

مظہرِ اسرار ربّ العالمین پیدا ہوئے
لوحِ محفوظ سرّ عرش بریں پیدا ہوئے

بچھ گئی مسند امامت کی نبوّت کے قریب
آج کعبہ میں نبیؐ کے جانشین پیدا ہوئے

قصیدہ

نہیں جز مرتضےٰ وارث کوئی تاجِ نبوّت کا
ازل سے حق نے ہے منصب دیا شہ کو وزارت کا

لکھا ہے وصف کا غذ پر جو اس ماہِ امامت کا
مثالِ انجم ضو دیتا ہے ہر نقطہ عبارت کا

روز ولادت جمعہ ۱۳ ماہ رجب تیس سال بعد عام الفیل عین درمیان خانۂ کعبہ ۱۲

برنگ طائر پر بستہ مضموں ہو گئے حاضر — ہوئی تائید غیبی جب لکھا کچھ وصف حضرت کا
تقرب کسقدر اللہ اکبر ہے پیمبر سے — اذان میں نام ہے بعد نبی شاہ ولایت کا
خبر مطلق نہ تھی جب تیر نکلا جسم اقدس سے — رجوع قلب اسے کہتے ہیں یہ ہی حق عبادت کا
گرائے بت حرم میں دوش احمد پر قدم رکھکر — شجاعت اسکو کہتے ہیں کیا یہ کام جرأت کا
بس ایک ہی ضربت حیدر سے دو ٹکڑے ہوا عنتر — بیان کیا ہو سکے مداح سے شہ کی شجاعت کا
تمامی انبیا انس و جاں حور و ملک غلمان — نہیں احسان کس پر اس شہ والا کرامت کا
دیا سر راہ خالق میں بھلا کیا ذکر مال و زر — وزیر شاہ مرسل ہیں بیاں کیا ہو شجاعت کا
بجز حیدر نہیں ہے باب علم مصطفے کوئی — امیر کشور دین ہے وصی ختم رسالت کا
کیا کرتے تھے خدمت بیوہ و مسکین کی اکثر — تفکر شاہ کو رہتا تھا ہر عاجز کی راحت کا
صلا دیوینگے روز حشر حیدرؑ رضا اس کا — لکھا ہے کیا قصیدہ نظم یہ تو نے قیامت کا

دیگر

شمع افروز شبستان رسالت ہے علیؑ — نخلبند چمنستان امامت ہے علیؑ
دوحۂ گلبن بستان ولایت ہے علیؑ — گل مقصود گلستان مشیت ہے علیؑ
دیکھئے جس کو ہے وہ مہر سے مملو اونکی — سونگھئے جس گل فردوس کو ہے بو اونکی
حال یوں مادر عیسےؑ کا ہوا ہے مرقوم — درد زہ کہ ہوئے آثار جب اونکو معلوم
جائے تولید لگی ڈھونڈنے ہو کر مغموم — کوئی جا پائی نہ جز خانۂ رب قیوم۔
درد شدت سے ہوا تاب نہ پھر بس آئی — ہوکے مجبور وہ تا بیت مقدس آئی۔
خانۂ حق میں چلی آئی وہ غم کی ماری۔ — بیٹھنے بھی نہ ابھی پائی تھی وہ بیچاری۔
یوں عتابانہ ہوا حکم جناب باری۔ — مریم اچھی نہیں ہے تیری یہ خود مختاری
قابل عظمت و شایان عقیدت ہے یہ — جائے تولید نہیں جائے عبادت ہے یہ

انبیاؑ خاک سمجھتے ہیں یہاں کی اکسیر
چھوڑ کر ملک سلاطین یہاں ہوتے ہیں فقیر
دخل پا جائے یہاں کس کی ہے ایسی تقدیر
تو نے افسوس بُھلا دی میرے گھر کی توقیر
نہ میری قدر نہ تعظیم نہ رتبہ سمجھی
کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ تو کیا سمجھی

غیب سے سن کے وہ مایوس عتابانہ کلام
ڈر گئی سہم گئی کانپ اوٹھا سب اندام
دونو ہاتھوں سے کلیجے کو لیا اپنے تھام
ہو کے محروم چلی خانۂ حق سے ناکام
رفع کس طرح سے آئی ہوئی آفت ہوتی
نہ نکلتی جو ابھی اور قیامت ہوتی

لکھے تفصیل سے احوال جناب مریمؑ
حال تولید علیؑ کرتے ہیں تحریر اب ہم
جس طرح سے ہے کتابوں میں بہ تفصیل رقم
ہم کہینگے کہ یہ مخصوص تھا خالق کا کرم
ورنہ اسباب وہی جمع تھے صورت تھی وہی
خانۂ حق تہا وہی اور ضرورت تھی وہی

تھا ادوہر قہر و غضب اور ادھر مہر و عطا
تھی تشفی یہاں منظور اودہر رنج و بلا
اُس طرف منع کا تہا حکم اِدہر صاف رضا
تہا اودہر حکم کہ جا اور اِدہر حکم کہ آ
تہا اودہر قہر کا فرمان یہ کہ دوری ہو جائے
حکم رحمت کا ادہر تہا کہ حضوری ہو جائے

فاطمہؑ پر ہوئے یہاں وضع کے ظاہر آثار
فضل پر ہو گئی معبود کی رحمت تیار
جیسے جیسے یہاں ہوتی گئی شدت اکبار
ویسے ویسے وہاں آتا گیا خالق کو پیار
برکت عرش سے دنیا کی طرف آنے لگی
زینت باغِ جہاں خلد کو شرمانے لگی۔

درد سے اور ہوئیں مادر حیدرؑ مضطر
نہ رہا کہنے میں دل اور نہ قابو میں جگر
دل میں سوچی کہ بجز فضل خدائے اکبر
کون اسوقت میرے ہاتھ رکھے گا سر پر
کرم حق سے جو مشکل ہے وہ آسانی ہو
وہ اگر چاہے تو فولاد ابھی پانی ہو۔
دل سے کر کر کے یہ تسکین و تشفی کے سخن
متوجہ ہوئے کعبہ کی طرف پھر فوراً۔

تھامی عفت نے ردا اور حیا نے دامن
آئی آواز کہ رحمت میری شرماتی ہے
پہونچی تا خانۂ کعبہ جو وہ باجاہ وحشم
اور کوئی نہ تھا جز ذاتِ خدائے اکرم
تھا کوئی پاس نہ تنہائی کا سب سامان تھا
دیکھکر شانِ خدا وہ ہوئے بالکل حیران
سجدۂ شکر کئے پیش خدائے رحمان۔
یوں در آئی حرم خانۂ بحر و بر میں۔
فاطمہ سے ہے کتابوں میں اب اسطرح رقم
جتنے دیواروں پہ یا طاقوں پہ رکھے تھے صنم
ڈر سے خاموش تھے یا خوف سے گویا غش تھے
دیکھ کر میں یہ عنایات خدائے والا
تھام کر بیٹھ گئی پردہ بیت اعلےٰ
گود میری دُرِ مقصودِ ولی سے بھر دی
ناگہاں آئی پھر آوازِ خداوندِ عظیم
یہ وہ ہے جسکو ملا علم جدید اور قدیم
کون پھر اسکو سکھائیگا عبادت حق کی۔
زہدِ عیسیٰ کا زمانے میں بہت ہے مشہور
تھا عبادت میں بہت عیسےٰ مریم کو شعور

بڑھکے عصمت نے اُدھر چوم لیا پیراہن
ملتجی بن کے یہاں میری کنیز آئی ہے
بند تھے سب حرم پاک کے در مستحکم
آئی لبیک کی آواز فلک سے باہم
در پہ کوئی نہ اجابت کے سوا دربان تھا
فضل خالق سے ہوا گُل کی طرح دلِ خندان
پھر ہوئے داخل کعبہ وہ بطبع شادان
جسطرح کوئی چلا آتا ہے اپنے گھر میں
آئے کعبہ میں عنایات خدا سے جب ہم۔
سب کے سب دیکھکے ایکبار ہوئے مجکو خم
سرنگوں ہوگئے وہ بُت جو بڑے سرکش تھے
مطلب دل کے لئے کرنے لگی حق سے دعا
دم کی دم میں میرا مونہہ مانگا خدا نے بخشا
بات کے کہنے میں آسان میری مشکل کردی
فاطمہ تجھپہ بھی واجب ہے پسر کی تعظیم
اُسنے کی میرے فرشتوں کو عبادت تعلیم
جسنے تعلیم کی دنیا کو عبادت حق کی۔
پر اس مولود سے کوسوں رہے رتبہ میں دور
پر رہا اُن کی ریاضت سے ریاض انکا دور

لاکھ سجدے کئے آئی نہ عبادت اُسکی — آسمان پر گئے پر پائی نہ رفعت اوسکی
شاہد غیب سے[له] سُن سُن کے بشارت کی کلام — لے لیا گود میں بچے کو بصد شوق تمام
دیکھ کر غنچہ سا مُونہہ پھول سا اُسکا اندام — شادماں ہیں ہوئی ایسی نہ رہی تابِ کلام
جب سے یہ صاحبِ اعزاز ہیں پہچان گئی — بس سراپا کی بلالے کے میں قربان گئی
خوب[۱۴] اے فوق لکھا حالِ ولادت کا مِلِ — اب نہ دے طول کہ گھبرائیں نہ اہلِ محفل
عرض کر یہ شہِ دیں سے کہ امام عادل — ہووے حلّ تیری ولادت سے ہماری مشکل
روشن از مہر تو دُنیا و منوّر دیں باد۔ — ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

امامِ دوم حسن علیہ السلام مجتبےٰ صلوات اللہ علیہ

مہرِ عارض پر جبیں پر ماہ شیدا ہو گیا — شہرۂ حُسنِ حسنؑ یوسف سے دونا ہو گیا
جس شبستاں میں شہا تو بزم آرا ہو گیا — شمعِ محفل عارضِ روشن کا جلوہ ہو گیا۔
دل سے تیرے قدِ موزوں کا جو شیدا ہو گیا — سدرۂ وطوبیٰ سے اوج اسکا دوبالا ہو گیا
دل تو میرا تیرے عشقِ رُخ سے کعبہ ہو گیا — سنگِ اسود اسمیں خالِ رُخ کا سودا ہو گیا۔
منبعِ اخلاق تجھکو دیکھ کر اے بحرِ فیض۔ — مرجعِ آفاق تیرا آستانہ ہو گیا
ہو گئی کوثر کی تیرے جلوۂ لب سے نمود — عکسِ رُخ سے گلشنِ فردوس پیدا ہو گیا
لمعہ نورِ دُرِ دنداں تیرا ہنگام اوج — گوہرِ تاجِ سرِ عرشِ معلّےٰ ہو گیا
دی جو مینے تیرے قد کو سروِ گلشن سی مثال — ایسا بالیدہ ہوا طوبیٰ سے دونا ہو گیا
مصحفِ رخسار تیرا اور لبِ معجز نما، — ناسخِ انجیل و اعجازِ مسیحا ہو گیا
خوش خرامی سے تیری گلگوں کے جو اُٹھا غبار — خُلد میں گلگونہ رخسارِ حورا ہو گیا
اک ستارہ ہی نہ تھا پاپوشِ زریں کا تیری — نام جسکا آفتابِ عالم آرا ہو گیا

له ولادت آنحضرت کی روز سہ شنبہ ۱۵ ماہ مبارک رمضان سال سوم ہجرت کو مدینہ منورہ میں واقع ہوئے۔

خلق میں اے منبع اخلاق تیرا حسن خلق
حسن یوسف کیطرح مشہور دنیا ہوگیا

جب ہوا عالم میں تیرے مہر عارض کا طلوع
گل چراغ حسن معشوق زلیخا ہوگیا

دیکھا ابراہیم نے تیرے تولد کا یہ رنگ
لالۂ فردوس ہر آتش کا شعلہ ہوگیا

معجز عیسے ابن مریم نے اگر مردے جلائے
زندہ تیرے دم سے اعجاز مسیحا ہوگیا

تیرے نورِ رُخ کے آگے گھٹ گئی دونوں کی شان
مہر زرہ ہوگیا اور چاند تارا ہوگیا

اے شہنشاہِ دو عالم تیری چشم لطف سے
فیض تیرا بادشاہِ دین و دنیا ہوگیا

دیگر

ہے میرے دل میں الفت جانشین اس داورِ انور کی
علیؑ کے بعد پہنچی ہے جسے مسند پیمبرؐ کی۔

نثار کیا ہو حسنؑ کے آفتاب روئے انور کی
عیاں ہے جسکے جلوہ سے تجلی نور داور کی۔

نہ بیٹھے کیوں دل اعدا میں تیری تیغ کا سکہ
تجھے میراث میں پہنچی ہے قوت دست حیدر کی

نہ پایا بعد حیدر حقنے تجھ سا عابد و واعظ۔
قدم سے ہے تیری زیبندگی محراب و ممبر کی

نشیمن سے تیری شاہا بہار باغ جنت ہے
تیری ساقی گری سے آبرو ہے حوض کوثر کی

بنوں بندہ میں کیوں اے نور چشم مصطفےٰ تیرا
کہ عین بندگی ہے یہ خدائی بندہ پرور کی

نہ کیوں صلوات پڑھئے دیکھکر تیرا رخِ انور
نظر آتی ہے اس آئینہ میں صورت پیمبرؐ کی

صلاحِ وقت یہ تھی اور ظفر دیں کی اسمیں تھی
ہے تیری صلح بھی ہمسر جہادِ راہِ داور کی۔

کہے دیتا ہے ہر فقرہ تیری معجز بیانی کا
کہ چوسی ہے لڑکپن میں زبان محبوب داور کی

تیری دولت سرا کا در ہے مرجع اہل ایماں کا
ہے شاہد جبہ سائی اسپہ سلمانؓ و ابوذرؓ کی

تیرے کوچہ میں جا درکار ہے مجھکو مگر کتنی
بس مرگ ایک لحد کی زندگی میں ایک بستر کی

مکان جنت میں بخشا فیض کو اعلیٰ سے بھی اعلیٰ
یہ ادنیٰ پرورش ہے فاطمہؑ کے ناز پرور کی۔

حضرت سید الشہدا ابا عبد اللہ الحسینؑ[۱] صلوات اللہ علیہ

نہ کیوں ہو جان میری ہر گھڑی فدائے حسینؑ
پکارا جب کسی آفت میں کام آئے حسینؑ

نہ چاہیئے تجھے غفلت غنیمت عمر کو جان
بروز حشر یہ کام آئیگی بکائے حسینؑ

حبیب کیوں نہ شہیدوں میں سرخرو ہووین
کہ مونہہ پہ ملتے تھے بچپن میں خاک پائے حسینؑ

مثال برق گذر جائینگے صراط سے ہم۔ (بنا اظہار ۱۲)
کہ دل میں رکھتے ہیں بچپن سے ہم ولائے حسینؑ

شگوفہ و گل صد برگ کہتے ہیں صد شکر
وہ دن ہے آج کہ باغ جہاں میں آئے حسینؑ

اسی پہ ہم بھی رضامند ہیں قسم بخدا
ہمارے واسطے جو کچھ کہ ہو رضائے حسینؑ

پھرے نہ وعدۂ طفلی سے مرتے دم تک آپ
خدا کی راہ میں دی جان یہ تھی وفائے حسینؑ

معین ہوگئے روح القدس میرے آکر
مدد خدا کی ہوئی جب لکھی ثنائے حسینؑ

دعا رضا کی یہ ہے تجھسے اے خدائے کریم
میرے گناہوں کو تو بخشدے برائے حسینؑ

دیگر

ہمیشہ عشرتِ میلادِ حضرتِ شبیر
عیاں ہے کلک سے تحریر نغمۂ جائے صریر

لکھی ہے اس میں جبیں سائی درِ شبیر
خوشا میں اور میری سرنوشت کی تحریر

رکھوں نہ کیوں اسے سینہ میں میں بوجہ حسینؑ
کہ دل کے آئینہ میں ہے حسینؑ کی تصویر

شہا تو ہے ہمہ تن ایک مصحفِ ناطق
زبان مفسر قرآن ہے اور بیان تفسیر

ہے رشک روضۂ خلد بریں تری درگاہ
وہ بے خرد ہے جو اس کو کہے بہشت نظیر

رواج دین سے تیرے ہی منکدوں میں بلند
بجائے نالۂ ناقوس نعرۂ تکبیر

محب ہیں تجھسے جو شاداں تو خوفناک عدو
کہ تو ہے مظہر شان شہِ بشیر و نذیر

ہے تیرے رخ سے ہویدا تو شان سے ظاہر
جمالِ ختم رسل شوکت جناب امیرؑ

ہیں سب سے بڑھ کے نبیؐ رتبہ میں پر انسے بھی
بڑھی ہوئی ہے نسب میں شرافتِ شبیر

[۱] ولادت آنحضرت کی بروز پنجشنبہ چہارم یا پنجم ماہ شعبان ۴ھ بمقام مدینہ طیبہ واقع ہوئی ۱۲

جمال و خلق و ہدایت میں مصطفےٰ کی عدیل — جلال و رعب و شجاعت میں مرتضےٰ کی نظیر
کہوں براق کو سرعت میں کیوں نہ بیچ ہمتا — کچھ اس سے کم ہے تیرا ذوالجناح چرخ مسیر

قطعہ

بجائے سرمہ لگائے جو کور مادر زاد۔ — تیرا غبار قدم البتہ ہاں سہی سرمہ یہ۔
تو ہے یہ اسکی بصارت کہ پڑھ لے بالتفصیل — ہر ایک کے لوح جبین کا نوشتہ تقدیر
ہے تیرے در پہ پہونچنا شہا میری معراج — اب اس سے بڑھ کے رسا ہوگی اور کیا تقدیر۔
مدہ زدست در شاہ کربلا اے فیض۔ — کہ گفتہ اند کہ یکدر بگیر و محکم گیر

دیگر

ہے باغ دہر میں ایک شہرہ آج اوسکی ولادت کا — کہ جسکا پرتو رخسار ہے گلزار جنت کا
ہے سبط سید لولاک باعث اس کی خلقت کا — ہے سارا عالم امکان طفیلی ذات حضرت کا
جسے سنتے ہیں دوزخ ایک شرر ہے قہر کا تیرے — جسے کہتے ہیں جنت ایک ثمر ہے تیری الفت کا
ہے شاہنشاہ شاہ لافتی فتیان امت کا — حسین بن علی سردار ہے شبان امت کا
وہ زایر ہو شب جمعہ کو آکر تیرے روضہ میں — جو شائق عرش پر ہو حق تعالےٰ کی زیارت کا
لٹایا اپنا گھر اور سب کو دی جاگیر جنت کی — بھلا اتنا تو ہو سلطاں کو پاس اپنی رعیت کا
شجاعت تجھ میں ہے اس صاحب تیغ دو پیکر کی — دو عالم سے ثواب افزوں ہے جس کی ایک ضربت کا
بس اک حملہ میں بھاگے کوفیوں کے غول میداں سے — نہ ہو لے پایا پورا امتحاں تیری شجاعت کا

قطعہ

ہوا منظور خاطر جب یہ اے نور خدا تجھ کو۔ — کرے بندہ جہاں کو اپنی احسان و عنایت کا
ڈبو کر اپنی کشتی بحر خوں میں روز عاشورہ — کیا تمنے یم عصیاں سے بیڑا پار امت کا
تمنا ہے یہ قلب فیض محزوں کی کہ بعد از مرگ — ہو اسکی جا بے تربت آستانہ پاک حضرت کا

دیگر

زہے قسمت یہ میرے قلب کو سمجھو مکاں اپنا — ہے عشق عارض شبیر سے دل شادماں اپنا
ہے شہ کی آستاں پر خم سر رفعت نشاں اپنا — نہ ہوں کیوں عرش اعلےٰ پر دماغ اے آسماں اپنا

سمجھتے ہیں تجھے اے فاطمہ کے ناز پروردہ / پیمبر نورِ چشم اپنا علی آرامِ جاں اپنا
عجب میدان ہے عشقِ شہسوارِ دوشِ پیمبر / اسی میں رکھیے جولاں توسنِ عمرِ رواں اپنا
رسولانِ گذشتہ کا ہوں پیرو عشق میں تیری / ہے اس وادی میں رہبر نقشِ پائے رفتگاں اپنا
جو دیکھے شمسۂ گنبد کی تیرے جلوہ افروزی / نہ کیوں مونہہ پھیر لے شرما کے مہرِ آسماں اپنا
خجل ہو چشمۂ حیواں لبِ جاں بخش سے تیرے / کیا مونہہ پردۂ ظلمات میں جب تو نہاں اپنا
کبھی ہم خواب میں بھی دیکھتے شاہا نہ جنت کو / نہ کٹواتا اگر تو باغیوں سے بوستاں اپنا
یہ تیرے مطمئن دل کی صدا تھی روزِ عاشورہ / کہاں ہے صبرِ ایوب آکے دیکھے امتحاں اپنا
مریں اے فیض اگر یہاں ہم تو پہنچیں باغِ جنت میں / جو مدفن ہو درِ شہ پہ تو مسکن ہو جناں اپنا

حضرت امام زین العابدین علی بن الحسین[1] صلوات اللہ علیہ

رباعی

شمعِ حرمِ لم یزلی ہیں سجادؑ / دادا کی طرح حق کے ولی ہیں سجادؑ
زہد و ورع و علم و ہنر فضل و کمال / ہر رتبۂ عالی میں علیؑ ہیں سجادؑ۔

قصیدہ

گھر خوشی کا آج ماتم خانۂ ارشاد ہے / جشنِ میلادِ جنابِ سید سجادؑ ہے
جشنِ میلادِ جنابِ سید سجاد ہے / مسجدِ اقصیٰ تلک شورِ مبارکباد ہے
گو بگو ذکرِ نہالِ قامتِ سجادؑ ہے / قیدِ عشقِ سرو سے قمری ہر اک آزاد ہے
آگے اون کے حسنِ یوسف کا بھلا مذکور کیا / یہ خدا کے نور کا پتلا وہ آدم زاد ہے۔
دو نو سردارانِ شبانِ جناں کا ہی عزیز / ایک کا پیارا پسر ہے ایک کا داماد ہے
صاحبِ معراج کے کاندھوں پہ پہنچے جنکے پاؤں / از بسکہ زیبِ دوش تو اے شاہِ عالی زاد ہے
دل میں بندہ کے ہی الفت آپکی یوں جاگزیں / آپکے دل میں شہا جیسے خدا کی یاد ہے
کربلائی کی بلا جائے سوئے ہندوستاں / یہ جنانِ خلد ہے وہ گلشنِ شداد ہے

[1] ولادت آنحضرت کی ۱۵ جمادی الاول ۳۶ھ وبقولی ۳۷ھ روزِ جمعہ مقام مدینہ منورہ ۱۲۰

یا علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ کیجے مدد
قبر کی وحشت سے خائف آپکا ارشاد ہی

دیگر

ولا سرور قلبِ شیعیان بالیقین کیجے
بنائے جشن میلاد امام چار میں کیجے

ہوئے ہیں سید سجاد پیدا آج دنیا میں
ہزاروں سجدہ ہائے شکرِ ربّ العالمین کیجے

قصیدہ درّۃ التاج شرف کے مدح میں لکھے
ہیں یہی سلکِ جواہر مہرِ عقد حور عیں کیجے

مبارکباد امیر المومنین کو دیکے یہ کہیئے
پچھاور میں غلاموں کو عطا خلدِ بریں کیجے

مبارکباد پھر سبطین کو دیں دوستو چلکر
طلب ان دونو سرکار سے مالِ دنیا اور دیں کیجے

ملائک اعترافِ ماعبدنٰاللہ کرتے ہیں ۔
اگر ذکرِ عبادت ہائے زین العابدیں کیجے ۔

فدا جانِ حسینؑ بن علی پر ایک یوسف کیا
نثار اس حسن پر ساری خدائی کے حسیں کیجے

رخِ شہ کو کتاب اللہ ناطق کہکے چپ رہا ہے
نہ اپنی رائی سے تفسیرِ قرآنِ مبیں کیجے ۔

شہا ارشاد بہرِ نذرِ سلک نظم لایا ہے
قدِ مقصد سے پُر دامان و جیب و آستاں کیجے

دیگر

جشن میلاد سعیدِ حضرت سجّاد ہے
عرش سے تا فرش ایک شورِ مبارکباد ہے

اسکا جلوہ نور بخشِ عالم ایجاد ہے
نام جس شہ کا علیؑ ہے اور لقب سجّاد ہے

عید مولود آج کی بھی کیا مبارک عید ہے
قلب خوش ہی روح خرم ہے طبیعت شاد ہے

ملک سے اپنی شہا دشوار ہے تیری ثنا
تیری مدحت میں تجھے سے حاجتِ امداد ہے

تیرے نورِ رخ کے آگے شمع مہ کا کیا فروغ
پیش خورشید مبیں ذرے کی کیا بنیاد ہے

تو وہ عابد ہے کہ تیری نقشِ پا کی خاک پاک
سجدہ گہ اسکی ہے جو سر حلقۂ عبّاد ہے

گرد نعلین مبارک تیری اے فخر مسیح
کحل نور افزائے چشم کور مادر زاد ہے

عابد شب زندہ دار مہ کی پیشانی کا داغ
ہے گواہ اسکا کہ وہ بھی پیرو سجّاد ہے

گرد نعلین مبارک تیری اے فخر مسیح
کحلِ نور افزائے چشم کور مادر زاد ہے

فیض کا تیرے ولا میں ظاہر و باطن ہے ایک
خوشی ہے خانہ زادِ ربِ یکتا کی یگانوں میں
زمین پر آج وہ مہر سپہر دیں ہوا طالع
حسینؑ بن علیؑ کے گھر میں اُترا عرش کا تارا
یہ جانِ پنجتن چوتھا امام ہر دو عالم ہے
ولیمہ شادی میلاد کا تقسیم کرتے ہیں
شرف نوشیرواں کو کیوں نہو شاہانِ عالم پر
شہا تو نے خدا کی راہ میں جھیلی ہیں وہ کڑیاں

مطلع دیگر

تیری مدح و ثنا کرتے ہیں سب اپنی زبانوں میں
نہو گا سیّد سجّاد سا عابد کوئی پیدا
جو تیری مصحفِ رُخ کی مدائح لکھ کر پڑھتے ہیں
ثنائے اہل بیتِ احمد مختار کرتے ہیں۔
علیؑ ہوں یا حسینؑ بن علیؑ یا حضرت عابدؑ
اگر فرمائیں یہ قم مردۂ صد سالہ زندہ ہو۔
تیری تعریف میں مصروف کیونکر ہوں نہ اے سرور
تیرا دادا ہے احمد اور نانا قیصر ایران
بپا جشن تولّد ہے ہر اک جا مدح خوانوں میں
ملک حیرت میں ہیں صلِّ علیٰ کا شور ہے ہر سو
اثر بخشا یہ مدحت نے تیری شاہا زبانوں میں

دیگر

لب پہ تیرا ذکر ہے اور دل میں تیری یاد ہے
صدائیں سورۂ توحید کی ہیں شادیانوں میں۔
رخ پر نور جسکا ضو فگن ہے آسمانوں میں
اوجالا ہو گیا سارے مدینہ کے مکانوں میں
خوشی اسکی ولادت کی ہے ساتوں آسمانوں میں
سروں پر لیکے حوریں نعمتیں جنت کے خوانوں میں
کہاں ہیں ایسے لعل بے بہا اُنکے خزانوں میں
کبھی پورے نہ اُترے ابتلیٰ جن امتحانوں میں۔
ترانے بلبلوں کے ہیں یہ گویا بوستانوں میں
یہ شہرہ ہے زمینوں میں یہ غل ہے آسمانوں میں
ہمارا نام بھی لکھا گیا قرآن خوانوں میں
ہمارا کیوں نہ حصّہ ہووے جنّت کے مکانوں میں
تمام آیات قرآن آئے اُن لوگوں کی شانوں میں
دیا ہے حق تعالےٰ نے اثر ایسا زبانوں میں
عرب اپنی زبانوں میں عجم اپنی زبانوں میں
نہیں ہے خاندان مانند تیرے خاندانوں میں

دیگر

پیالے پہ چل رہا ہے دورِ ساغر نوجوانوں میں
رُخِ پر نور عابد ضو فگن ہے آسمانوں میں
کہ ہیں گویا لبالب گوہر مضمون دہانوں میں

گلِ رخسارِ عابد سے مُعطّر باغِ عالم ہے — سماعِ وجد ہے ہر سو عنادل کے ترانوں میں
کھلائے لالۂ حمرا ہر اک جا باغِ عالم میں — چراغاں ہیں ہویدا اصاف جیسے بوستانوں میں
جو آمد ہے جہاں میں نورِ اسرارِ الٰہی کی۔ — مودّب ہیں کھڑے حور و ملک ہر سو خیابانوں میں
تیرے دستِ گہر افشاں کی ہے وہ گوہر افشانی — نہ گوہر بحر میں باقی نہ سیم و زر ہے کانوں میں
ملے آنکھیں جو نابینا تو ہوویں دفعتہً روشن — اثر ہے یہ تیرے روضہ کے شاہا آستانوں میں
خمیدہ گردشِ پیرِ فلک نے گو کیا مجھکو — مگر ہوں وقتِ مدح قدّ عابد نوجوانوں میں۔

امام پنجم اُبوجعفر اوّل حضرت محمّد باقر علیہ السّلام

مثنوی

شہ جملہ آفاق پنجم امام۔ — وہ باقر کہ جس کا محمّدؐ ہے نام
وہی قبلۂ اہلِ اسلام ہیں — شرف سے محمّدؐ کے ہم نام ہیں
امام بحق ہیں خدا وہ نہیں — ولیکن خدا سے جُدا وہ نہیں
بیاں سے ہے۔باہر صفات جناب — مُبرّا خطا سے ہے ذاتِ جناب
وہ بُوئے گلِ باغِ جاوید ہیں۔ — وہ صُبحِ سعادت کے خورشید ہیں
جو پیدا ہوئے وہ شہِ ذی وقار — خزاں دیدہ گلشن میں آئی بہار
نمودار نورِ خدا ہو گیا — جہانِ کہن پھر نیا ہو گیا

مسدس

حُسن میں یُوسفِ کنعاں سے کہیں خوب ہیں یہ — حزن و اندوہ میں غیرتِ دہِ یعقوب ہیں یہ
مثلِ ہارون کے موسیٰ کے بھی محبوب ہیں یہ — صبر اور شکر میں ہم رتبۂ ایوب ہیں یہ
اِن کے محکوم ہیں جنّ فخرِ سلیماں ہیں یہ — ایسے قاری ہیں کہ داؤدِ خوش الحان ہیں یہ
جن سے پُر نور مدینہ ہے یہی ہیں وہ قمر۔ — جنکا معدن ہے نجف یہ وہی ہیں گوہر
جن سے کعبہ کی ہے توقیر یہی ہیں وہ بشر — محفلِ شرع کی ضو ہیں یہ سراجِ انور

له ولادت با سعادت روز جمعہ یا دوشنبہ اول ماہ رجب لغو یا تیسری ماہ صفر ۵۷ھ ہجری بمقام مدینہ واقع ہوئی ۱۲

نجم اسلام انہیں بندوں سے تابندہ ہیں
انؑ سے سرسبز سدا دینِ محمدؐ کا ہے باغ
ان سے اسلام کا روشن ہوا دنیا میں چراغ
طاعتِ حق پہ ہر اک وقت یہ آمادہ ہیں
انؑ کی طاعت پہ شبیں ماہ رجب کی حیران
شب شبِ قدر ہے اور دن انہیں ماہ رمضان
کب کسی شب ہے نمازوں سے فراغت انکو
انسان تو کیا ہے قدسیوں کا یہ مقال ہے
تشبیہ زلف و رُخ کو تیرے کس سے دیجئے
نے جو تیرے عارض و قامت سے دی مثال
کیا دیجئے تیرے رُخ کو مہ و مہر سے مثال
عارض تیرے وہ نیر عالم فروز ہیں۔
دی ہے مثال جو رُخِ تاباں سے آپ کے
کسطرح ہو نہ اپنی بزرگوں کی یادگار
رفتار میں نبیؐ ہے تو گفتار میں علیؑ۔
لکھی ہے خطِ قدرت حق سے دعائے حفظ
دندان کو تیرے دُرِ ثمین سے جو دوں مثال
نادم ہے کرکے جو تیرے الوان کی ہمسری
ہو کیوں خجل نہ اے لبِ معجز نمائے شاہ

ان کی طاعت پہ ملک عجز سے شرمندہ ہیں
ان کی خوشبو سے معطر ہے شریعت کا دماغ
رہ ایماں کا ملا ہے انہیں بندوں سے سراغ
زیب مسجد ہیں تو زینت دہ سجادہ ہیں
اس عبادت پہ فدا ہے شب نیمہ شعبان
شب عیدالفطر و عید ضحےٰ ہیں قربان
شبِ عاشور ہے پر صبح قیامت ان کو

قصیدہ

مدح و ثنائے حضرت باقر محال ہے
وہ بے نظیر ہے یہ عدیم المثال ہے
فردوس باغ باغ ہے طوبیٰ نہال ہے
ان میں ہر اک مور در رنج و زوال ہے
جنکا فروغ نور ابد اتصال ہے
مہر مبیں تو خوش ہے مجھے انفعال ہے
ہر امر میں تو احمد و حیدر خصال ہے
بالکل وہی طریق وہی بول چال ہے
عارض کو تیرے کیا غم عین الکمال ہے
اسکی یہ آبرو ہے نہ میری مجال ہے
باران سپہر کا عرق انفعال ہے
یاقوت کی زبان تیری مدحت میں لال ہے

پیرو ہوں۔ اور عاشق رفتار بھی تیرا — گردوں جو مجھسے چال کی لے کیا مجال ہی

جو ہے تیر ادہ مظہر نور جلال حق۔ — باہم جو مورد کرم ذوالجلال ہے

ہے مرتضیٰ کے ہاتھ سے سب کو عطائے حق — گویا خدا کا مصدر فیض و نوال ہے۔

روز الست بھی لب کوثر پہ یہ صدا — ساقی میر الغیر یدم اللہ محال ہے۔

رہیئے نہ مست کیوں تیری اُلفت میں ہر جگہ — بیت الحرام میں بھی یہ بادہ حلال ہے

کی تھی جو ہمسری تیرے قصر بلند سے — مہ کا خسوف بہر فلک گوشمال ہے

یوں کہ میری سپر ہے تیر انام گہ حسام — جسطرح ماہ بدر کبھی گہہ ہلال ہے

بارہ امام پاک کی ذات ایک نور ہے — بارہ مہینے ہوں جو باہم ایک سال ہے

عالم میں اے مروّج طاعات ذوالجلال (ق) تیرے کمال زہد وورع کا یہ حال ہے

کہتی ہیں فاطمہؑ کہ عبادت میں پیش حق — کیوں سُرخرو نہ ہو میری عابد کالال ہی

ہے سلک دُر کو جو تیرے دنداں سی ہمسری — کچھ اپنی آبرو کا بھی اوس کو خیال ہے

قرآن نور ہے کہ تیرے روئے بے مثال — نقطہ ہی انتخاب کا یا رُخ پہ خال ہے

جُھک جُھک کے دیکھتا ہی جو گردوں سے ماہ نو — خم اسکا تیری الفتِ ابرو پہ دال ہے

شاہا طلب کی فیض کو کیا تجھسے احتیاج — مشہور ہے فقیر کی صورت سوال ہے

اِمام بحق ناطق جعفرؑ بن محمدؐ الصّادق صلوات اللہ علیہ

(مثنوی)

امام ششم جعفرِ صدق کیش — کہ مہر اُن کی ہے مرہم جانِ ریش

وہ ہے مظہر نور ربِّ صمد — وہ ہے پردہ دار حدائے احد

کرے کوئی کیا مدحت شاہ دین — کہ ہے عقلِ کل دست در آستیں

عبادت جو مقبول داور ہوئی۔ — عطار شاہی ہفت کشور ہوئی۔

له ولادت باسعادت روز جمعہ ۱۷ ربیع الاول سنہ ۸۳ھ بمقام مدینہ واقع ہوئی ۱۲

عجب باغبان گلشنِ زار کے
کر خنداں کئے پھول اعجاز کے

رقم کی جو مدحِ شہِ بحر و بر
گل جعفری بن گئے حرف تر

سخن کاذب اُس کے منافق کا ہے
وہ صادق ہے جو پیرو صادق کا ہے

کاذب ہے وہ کہ جسکو نہ صادق سے کچھ ہے راہ
دُنیا میں زرد رو ہے تو عُقبےٰ میں روسیاہ

شاہد ملائکہ ہیں تو ہیں پنجتن گواہ۔
معصوم پانچ شاہ ششم کے ہیں قبلہ گاہ

[illegible]

قبضہ میں شہ کے دوزخ و دار السّلام ہے
مالک جو ہے مطیع تو رضوان غلام ہے۔

ہیبت میں مصطفےٰ ہیں تو ہمّت میں مرتضےٰ
خلقِ حسنؑ تو صبر میں ہیں شاہِ کربلا۔

طاعت گزار جیسے کہ سجّادِ باصفا
باقر کا علم و فضل ہے میراث میں مِلا

عقدہ کشائی ناخنِ حیدر سے پائی ہے
قبضہ میں شہ کے خلق کی مشکل کشائی ہے

زہرا کے نام ہیں تو علیؑ کے نشان ہیں یہ
مسند نشین خاتم پیغمبراں ہیں یہ

حیدر زبان حق ہیں تو انکی زباں ہیں یہ
عابد کی روح تن ہیں تو باقر کی جاں ہیں یہ

شاہد جو شش جہت ہے تو کعبہ گواہ ہے
چھ مقتدا کا شاہ ششم قبلہ گاہ ہے

ہے جیم جو شنین صغیر و کبیر ہے
جعفر کا عین عدل جنابِ امیر ہے۔

فے فرحت قلوب غنی و فقیر ہے۔
اے راحتِ روانِ رسول قدیر ہے

پُر نام میں ہیں وصفِ شہِ خوش خصال کے
گویا یہ حرف ظرف ہیں فضل و کمال کے

پر جود سے جناب کا یہ حرف جیم ہے
مملو عطا سے عین امامِ کریم ہے

فے فیض سے بھری ہوئی نزدِ فہیم ہے
ہے ربطِ رے ۔ کہ ذات سراپا رحیم ہے

جعفر کا فیض کب ہو کمی اور کاست پر
سر جود دل ہے عفو یہ یا راہِ راست پر

دیگر

جعفر صادق کا رتبہ خلق میں مشہور ہے
جانِ حیدر روحِ زہرا کبریا کا نور ہے

بخشش و خلق و کرم کا جا بجا مذکور ہے / وصف میں شیریں زبانی کے زباں معذور ہے

صابر و شاکر لقب سے محبت قیوم ہے / نایب مشکل کشا ہے بیکس و مظلوم ہے

اے محبو قطب راوندی یہ کرتا ہے بیان / پوچھا عابد سے کسی نے یا شہ ہر دو جہاں

بعد حضرت کون ہوویگا امامِ مومنان / عہد میں انکے ہمیں دو محبتِ حق کا نشان

شہ نے فرمایا کہ باقر جو میرا دلدار ہے / احمد مختار کی مسند کا وہ مختار ہے

عرض کی اس شخص نے اے بادشاہ خاص و عام / بعد باقر کون ہووے کا زمانے کا امام

بولے شہ فرزند باقر ہوویگا قائم مقام / جعفر صادق ازل کے روز سے ہے جسکا نام

ختم اس فرزند پر میری صداقت ہوویگی / زہر سے میری طرح اسکی شہادت ہوویگی۔

عرض کی اوسنے کہ ہے اس تسمیہ کی وجہ کیا / آپکے فرزند سب صادق ہیں اے شاہِ ہدیٰ

بولے شہ جعفر میری بیٹوں میں اور ایک ہوویگا / دعوئے باطل امامت کا کریگا بارہا۔

اسلیئے صادق میرے فرزند کا القاب ہے / جعفر صادق ہے یہ وہ جعفر کذّاب ہے

کیوں نہ شہرہ جعفر صادق کا ہووے جا بجا / حضرت عابد کریں جس کی صداقت کی ثنا

خلق میں مثل حسن غربت میں شاہ کربلا۔ / دن کو مُہرِ صوم لب پر شب کو ذکر کبریا

خاتم نقش امامت وہ شہِ ذی جاہ تہا۔ / کہتے ہیں نقشِ نگیں العزۃ للّٰہ تھا

مال و زر کی تھی نہ خواہش سید ابرار کو۔ / داغِ حسرت جانتے تھے درہم و دینار کو

فیض تہا ہر دم نظر اس خاصہ غفار کو / قوت اپنا دیتے تھے ہر مومن و دیندار کو

جو عمل کرتے ہے مولا سو خدا کے واسطے / رو یا کرتے تھے شہید کربلا کے واسطے

دیگر

اب محبت سادس کی ولادت کا یہ دن ہے / مولائی دو عالم کی زیارت کا یہ دن ہے

خالق کی تفضّل کا عنایت کا یہ دن ہے / شیعوں کیلئے خاص مسرت کا یہ دن ہے

اک دھوم ہے اللہ کا عاشق ہوا پیدا
۲ اب نورِ ضیا بخش جہاں آئے جہاں میں۔
سُلطان زمین اور زمان آئے جہاں میں
فرزند جگر بند رسول الثقلین آئے
۳ دیتے ہیں یہ جبرئیل مدینہ میں منادی
اللہ نے شان اپنی زمانے میں دکھادی
مولائی دو عالم کی ولادت ہے جہاں میں
۴ صادق بخدا مخبر صادق کا پسر ہے
یہ شاخ تمنّا ہے امامت کا ثمر ہے
شاہد ہے خدا رحمتِ جاوید یہی ہے
۵ مسرور و فرحناک ہیں کیا حضرتِ باقرؑ
ہر ایک کی دلجوئی ہے ہر ایک کی خاطر
حق کے کرم و فضل سے کیا ہو نہیں سکتا
۶ کیا تھوڑا ہے اولاد کی دولت مجھے بخشی
ایمان دیا اور امامت مجھے بخشی۔
۷ وارِث ہوں رسولوں کا زمانے کا شرف ہوں
۸ اصحاب سے یہ کہکے چلے سید ذی شان۔
مسرور و فرحناک ہوئے داخل ایوان
ہر چیز سے صورت ہی عیاں نور کے گھر میں

صادق پسر مخبر صادق ہوا پیدا
وجہ شرف کون و مکاں آئے جہاں میں
باقر کے مراد دل و جان آئے جہان میں
باقر کے پسر راحتِ جانِ حسنینؑ آئے
آیا خضرِ جادۂ دین خلق کا ہادی
پر نور ہوئے دشت و جبل مسکن و وادی
نازل بخدا آج سعادت ہے جہان مین۔
باقر کا جگر بند پیمبر کا جگر ہے
یہ معدنِ اسرار رسالت کا گھر ہے
گلزار تمنّا۔ گُل امید یہی ہے
سب مومنِ دیندار حضوری میں ہیں حاضر
فرماتا ہے ہنس ہنس کے وہ اسلام کا ناصر
بندے سے ادا شکرِ خدا ہو نہیں سکتا
کیا چاہئے اب اور یہ نعمت مجھے بخشی
نسل بنی آدم پہ فضیلت مجھے بخشی
ساری یہ بزرگی ہے محمدؐ کا خلف ہوں
ہمراہ ہوئے سارے اعزہ صفت جان
دیکھا کہ عجب نور کا جو گرد ہے سامان۔
پھیلی ہے ضیا رصاعقۂ طور کی گھر میں

حاضر ہوئیں پاس آپکے سب عورتیں گھر کی — دی تہنیت ایک ایک نے تولید پسر کی
جسدم دیا فرزند کو گودی میں پدر کی — کس پیار سے اسکے رخ روشن پہ نظر کی
ڈالی جو نظر باپنے اس سیم بدن پر — حضرت نے دہن رکھدیا بچے کے دہن پر
چومی کبھی آنکھیں کبھی رخسار کو چوما — گہہ لوح جبین قمر آثار کو چوما
ہونٹوں سے لب لعل گہر بار کو چوما — سر تا بقدم مطلع الانوار کو چوما
بچے کو لئے حق سے دعا کرتے تھے حضرت — چھاتی سے نہ اک لحظہ جدا کرتے تھے حضرت
فرماتے تھے سب سے یہ مرا راحت جان ہے — آرام یہی ہے دل کا یہی روح روان ہے
طاقت ہے یہی اور یہی تاب و توان ہے — ماں باپ کا دنیا میں یہی نام و نشان ہے
دریائے کرم گوہر شہوار یہی ہے۔ — تسکین و تسلی دل زار یہی ہے۔

حضرت ابوالحسن الماضی امام موسیٰ[۱] کاظم صلوات اللہ علیہ

عیاں اسکے رخ تابندہ سے جب نور داور ہو — نہ کیوں موسیٰ بن عمران والہ موسیٰ بن جعفر ہو
امام ہفتمین کی اک نگاہ لطف جسپر ہو — سلیمان کی طرح وہ بادشاہ ہفت کشور ہو
صبا لیجاتی ہے نکہت تیری زلف معنبر کی — کہ تا حوران جنت کا دماغ جان معطر ہو
رہا زندان میں تو اے رشک یوسف کس سبب اتنا سے — بھلا اتنا تو پابند رضائے رب اکبر ہو
تمہارے گھر سے پائی جسنے پائی دین کی دولت — بن یاسر ہو یا مقداد و سلمان ہو کہ بوذر ہو
میں کیوں خائف ہوں ہجر میزان بازار قیامت سے — میرے پلہ پہ جب تجھسا شفیع روز محشر ہو
جو طفل غنچہ گل کی ہو تجھکو پرورش منظور — تو اوسکو دامن باد خزاں آغوش مادر ہو
کریگا روکشی کیا ماہ داغ عشق سے تیرے — ضیا میں پہلے اس سے نیر اعظم تو ہمسر ہو۔
جو دوں قد سے تیرے تشبیہ آنو بادہ حیدر — تو سرو خلد کا نخل تمنا بار آور ہو۔

[۱] ولادت باسعادت روز یکشنبہ ۷ ماہ صفر سنہ ۱۲۸ ہجری کو بمقام ابوا میں کہ درمیان مکہ و مدینہ واقع ہے ہوئی ۱۲۰

تیرے ہی نور نقش پا سے سر آک لو لگائی ہی — چراغ ماہِ تاباں ہو کہ شمع مہر النور ہو۔

تیرے در کے فقیروں کی یہی بس بادشاہی ہی — تیری الفت پہ تکیہ ہو تیرے کوچہ میں بستر ہو

ہو جس کے دلمیں اک ذرّہ تیری مہر اسکو دے جنّت — جہاں ہو اور تجسا آفتابِ ذرّہ پرور ہو۔

کیا ہے حق نے تیری نسل سے وہ مقتدا پیدا — کہ آ کر مقتدی جس کا مسیحا سا پیمبر ہو

جو خم ہو تیرے در پر لے نشانِ صاحبِ معراج — دماغ اس سر کا جا کر چرخ پر عیسیٰ کا ہمسر ہو

جسے ہاتھ آئے شاہا گردِ سنگِ آستاں تیری — اسے پھر قدر اکسیر و جواہر خاک پتھر ہو

پڑے جس ذرّہ پر پرتو تیری رخسار تاباں کا۔ — وہ جا کر عرش پر خورشید کے طالع کا اختر ہو

بھلا تیری ہدائت کا تو اے فخر خضر کیا ذکر — تیرے پیرو کو تیر نقشِ پا جنّت کا رہبر ہو

یہ چاہا حق نے اک قطرہ تیرے دریائے احساں کا — جہاں میں آبِ حیواں ہو جناں میں آبِ کوثر ہو

مہ اپنے رُخ کے دھبے دیکھکر شرما جائے گا — تیرے آئینۂ رُخ سے مقابل ہو تو کیونکر ہو

جہاں ہو تیرا مسکن عرش ہو یا لامکاں شاہا — تو اس عالم میں میرا قبلۂ ایمان تیرا گھر ہو

جسے چشمِ کرم سے دیکھ لے تو وہ بہشتی ہے — ادہر ہی اک نگاہ ای قرۃ العین پیمبر ہو

تیرے اشہب کے آگے توسنِ بادِ بہاری کیا — روش میں پہلے شبدیز فلک تو اس ہی ہمسر ہو

ہے جسمیں یادِ حق وہ دل ہو بے شک داخلِ جنّت — مگر یہ شرط ہی تیری ہی الفت اسمیں مضمر ہو

جو چشمِ کم سے دیکھے تو تو گھٹ کر مہر ذرّہ ہو — ترقی کی نظر سے بڑھکے تارا مہر النور ہو۔

یہ حسرت ہی مجھے شاہا کہ قصر باغ جنّت میں — جو تو ہم نبعم حیدر ہو تو بندہ جائے قنبر ہو

بہت تھا تجکو زندانِ لحد میں آ کے خوف ای فیض — وہ آئے حضرت موسیٰ بن جعفر اب نہ مضطر ہو

مسدّس

معصوم خود بھی اور بن معصوم بھی ہیں یہ — سَم سے حسنؑ کی طرح سے مسموم بھی ہیں یہ

مظلوم مثل سیّد مظلوم بھی ہیں یہہ ۔ زندانیوں ہیں عابدؑ مغموم بھی ہیں یہہ
باقرؑ کی طرح خلق ہیں عالی وقار ہیں ۔ صادقؑ کی مثل سجدہ ہیں لیل ونہار ہیں
کہتا ہے کاف کعبۂ کل مومنیں ہیں یہہ[۲] ۔ اظہر الف سے اُمّتِ جد کے امیں ہیں یہہ
ظاہر ہے ظوئے سے یہہ کہ ظفر یابِ دیں ہیں یہہ ۔ اور میم سے محبّ کے مرض ہیں معین ہیں یہہ
یہہ حرف حرف شہ کی فضیلت پہ دال ہے ۔ کاظمؑ کا نام حاوی فضل وکمال ہے۔
ہے کاف کا کنایہ کہ ہیں ان ہیں سب کمال[۳] ۔ اشہر الف ہی اس پہ کہ احمد کے ہیں یہ آل
ظاہر ہے ظوے سے کہ ہیں ظلّ ذوالجلال ۔ مشعر ہے میم ملک انہیں کے ہیں ملک و مال۔
مولا ہمارے خاصۂ ربِّ جلیل ہیں ۔ کاظم کے حرف فیض وعطا کی دلیل ہیں
موسےٰ کی میم سے تو مروّت ہے آشکار[۴] ۔ اور واؤ سے وقار امامِ ملک وقار
ہے سین سے سعادت سلطان نامدار ۔ ایما الف کا ہے کہ آئمہّ ہیں افتخار۔
فضل وکمال ختم ہے اپنے امام پر ۔ قربان ہے جان موسےٰ کاظم کے نام پر۔
موسیٰ جو رعب ہیں ہیں تو طاعت ہیں ہیں مسیح[۵] ۔ تقوائے ہیں ہو دحسن ہیں یوسف سے بھی ملیح
آدم کا علم نوح کا فہم و ذکا صریح ۔ افزوں سخا خلیل سے داؤد سے فصیح
یحییٰ کا زہد خوف ورجا ہیں شعیب ہیں ۔ ختم الرُّسل کی طرح سے دانائی غیب ہیں
شانِ نبیؐ ہیں گر تو نشان علےؑ ہیں یہہ ۔ وہ اصل ہیں یہ فرع ہیں وہ گل کلی ہیں یہ
واقف رموزِ علم خفی وجلی ہیں یہہ ۔ اور واقف علوم علیّ وبلی یہ ہیں
ہادی ہی مقتدا ہی ہیں اور رہنما ہی ہیں ۔ حیدر کی طرح خلق کے مشکل کشا ہی ہیں

حضرت غریب الغرباء امام ثامن ضامن علی بن موسیٰ الرضا صلوٰت اللہ علیہم

مولا کا نام عرش پہ شمس الشموس ہے ۔ (مسدس) ۔ اور ارض پر خطاب انیس النفوس ہے

[۱] تاریخ ولادت باسعادت روز جمعہ ۱۱ ذی قعدہ بروایتے ۱۱ ربیع الاول ۱۴۸ھ ہجری ہی ولادت بمقام مدینہ سکینہ واقع ہوئی ۔ ۱۲

ہیبت وہ ہے کہ لرزہ میں اقلیم روس ہے
برکت وہ ہے کہ عیش و مسرت رہین طوس ہے

رونق وہ روضہ شہ دین کی زمین پہ ہے
اس سرزمین کو فوق بہشت بریں پہ ہے

برکت سے پُرامام کی وہ مرز بوم ہے
بھوکوں کا شہ کے خوان کرم پہ ہجوم ہے

اقبال وہ کہ تابع فرمان روم ہے
اور سائلوں میں جود و سخاوت کی دھوم ہے

شہ کے کرم کا غلغلہ ایرانیوں میں ہے
دولت کہاں وہ ہے جو خراسانیوں میں ہے

حیدر سے تا بہ جعفر صادق ہیں جدِ شاہ
ہفتم امام موسیٰ کاظم سے قبلہ گاہ۔

ساتویں امامِ دین تو یہ ہشتم ہیں دین پناہ
علی کے اصل و نسل کا دیکھو یہ عز و جاہ

معصوم سات قبلۂ حاجات شاہ ہیں
شاہد ہے کعبہ چار کے خود قبلہ گاہ ہیں

قصیدہ

ہیں شاداں عید میلاد شہنشاہ خراساں میں
ملک گردوں پہ حوریں خلد میں بریاں گلستاں میں

ہزاروں لعل پیدا کر رہا ہے اپنی تابش سے۔
ترا عشق رُخ رنگیں دلِ کان بدخشاں میں

رہا ہوتے نہ ہرگز قیدِ غم سے گر نہ کرتا تو
مدد یونس کی قعر بحر میں یوسف کی زنداں میں

نہیں برق نگہ سے گر شہا کسب فروغ اُسکو
چمک کیوں ہے ہلال آسا تیری خم گشتہ مژگاں میں

صباحت تیرے رخ کی وہ صباح باغ جنت ہے
ہے مُضمر مدح جسکی نغمۂ مُرغ سحر خواں میں

شہا اک عمر سے بریں طپاں ہے صورت بسمل
میرا دل تیرے قدموں پر فدا ہو نکلے ارمانیں

اگر حضرت سے لینا ہے تمہیں دو ہرا صلہ اے فیض
پڑھو اک اور قصیدہ مدح سلطانِ خراسانیں

قصیدہ

ہیں پہنے عید میلاد شہنشاہ خراساں میں
جوانان حسین طوسی قبائیں صحنِ بستاں میں

کیا ہے محو ہمکو مدح سُلطانِ خراسان میں۔
جہانیں ہمنے اور روح القدس نے باغِ رضوانیں

زہے تیرا طریق معرفتِ درگاہ یزداں میں۔
خضر سا پیشوا پیرو ہے تیرا راہِ عرفاں میں

یوں اے نور جلال حق ہی تیری مدح قرآنیں
کہ جیسے بو ہی گُل میں ضو قمر میں روح انسانیں

کیوں ہو قوی نہ آگے تیرے در پہ ہر ضعیف — جو مر دبیر خلد میں پہونچا جوان ہوا
مردوں کو زندہ کرنا کوئی بات ہی نہ تھی — جان آگئی بدن میں اشارہ جہاں ہوا
تا زیست میں رہا ہے مدحت میں نغمہ سنج — مرنیکے بعد بلبل خلد آشیان ہوا
پہونچا جو حسن بخت سے درگاہ شہ پہ فوق — قربان آستان ملک پاسبان ہوا

دیگر

امام تقیؑ جو نویں ہیں امام — جناب رضا کے وہ قائم مقام
مکرم معظم ہیں بعد رضاؑ — جہاندار عالم ہیں بعد رضاؑ
جو ان کی امامت کا قائل نہیں — عبادت سے کچھ اس کو حاصل نہیں
نہیں ایک خدمت میں جسکو نیاز — پڑھی پشت قبلہ پہ اس نے نماز
ابو جعفر ان کا معلے لقب — تقی متقی شاہ والا نسب
تقی اس سے مشہور ہے نام شاہ — کہ تقوے نے حضرت سے پائی پناہ
جواد ایسے زندہ ہوا جس سے جود — طرف دار اقلیم ہر ہست و بود
وہ زاہد کہ ہے زہد کو جن سے راہ — وہ عابد کہ منظور ذات الٰہ
وہ صابر کہ صبر ان سے گرویدہ ہے — زبان شکر کو خود پسندیدہ ہے
جو مسموم ہیں شاہ مثل حسنؑ — تو مظلومی میں شاہ تشنہ دہن
صداقت میں گر مثل صادقؑ ہیں یہ — تو کاظمؑ صفت حق کے عاشق ہیں یہ

حضرت علیؑ بن محمدؑ نقی الہادی صلوات اللہ علیہ

ہر ایک دل سرور و طرب کا مقام ہے — پیدا ہوئے علیؑ نقیؑ جشن عام ہے
یا شاہ تو وہ خسرو جنت مقام ہے — حوریں تیری کنیز ہیں رضوان غلام ہے
ہمنام حق کے نام پہ تیرا جو نام ہے — یہ نام روح پرور خیر الانام ہے۔

له ولادت امام علی نقیؑ روز سہ شنبہ ۱۵ ذی الحجہ یا ماہ رجب ۲۱۲ھ یا ۲۱۴ھ موضع مقام ... مدینہ منورہ ... ۱۲

دار فنا میں تیرے تولّا کا التزام — باغ جناں میں باعث عیش مدام ہے
تیرے محب پہ دہر میں جام مے حرام — فردوس میں اجازت شرب مدام ہے
گر آج ہے تیرے لب اطہر کا دل میں عشق — کل ہاتھ میں شراب طہورا کا جام ہے
ظاہر ہے تیری رخ سے حسین و حسن کی شان — عارض ہے سرخ رنگ تو خط سبز فام ہے
چشم کرم تیری ہے محب کو دعائے حفظ — تیر نگہہ عدو کو قضا کا پیام ہے
خم ہے تیرے سلام کو ہر شاخ نونہال — جنت کا نام اسلئے دار السلام ہے
اجماع ہے زیارت جامع کے فضل پر — کیونکر نہ ہو زبان خدا کا کلام ہے
ہے تیرے آستانہ کا جو سنگ زمرّدین — یہہ بوسہ گاہ خضر علیہ السلام ہے
دنیا میں جس کو تیری ولا سے ہی انحراف — اس کلمہ گو کے دین میں ہمکو کلام ہے
میں کیا ہوں تیری خصم سیہ دل کی دوستی — جتنے حلال زادے ہیں ان پر حرام ہے
شاہد رہے کہ آپ کے میدان مدح میں — لاکھوں ملک ہیں اور تن تنہا غلام ہے
میرا تیری ثنا میں وہ بلبل ہے ہم صفیر — سدرہ کے آشیانے میں جسکا مقام ہے
یارب تیرے کرم سے یہ ہے آرزو میری — یہہ سرزمین کہ غیرت دار السلام ہے
ہو بعد مرگ مدفن و مسکن فقیر کا — فردوس اور بہشت سے کیا مجکو کام ہے
شاید قبول شہ ہوئی اے فیض میری نظم — کرّوبیوں کا جو میری گرد ازدحام ہے

دیگر

کیا میرا منہ ہے اور میری فکر اے تقی دین پناہ — تیری میدان ثنا میں خضر ہیں گم کردہ راہ
کسطرح پہنچوں تیری خدمت میں اے عالم پناہ — ہیں تو ہوں اک مور لنگ اور تو سلیمان بارگاہ
تجھسے موسی کی ارادت میں نہیں کچھ اشتباہ — تیری بیعت کے شرف پر ہے ید بیضا گواہ
وہ تو پیرو ہیں تیرے اور عاشق قدیم — ایک مدت سے ہی ہم ہیں اور خضر ہیں ہمدم و راہ

بادشاہ ہوتے ہیں غنی تر ہیں تیرے در کے فقیر
حبذا بخشش تیری اے دو جہاں کے بادشاہ

ناخدا اسکا ہو جب تجھسا معین آخرِ نوح
کسطرح ہو پھر جہاز امتِ عاصی تباہ

تھا تیرا نورِ دلا شاہا سلیماں کے لئے
موجبِ اجلال و حشمت باعثِ اقبال و جاہ

تھے سلیمان شاہِ عالم اور تو سلطانِ دین
تھا جنود جن وہاں اور یہاں ملائک کی سپاہ

ہیں تیرے بزمِ جلالت میں ملک خدمتگذار
جنمیں ہیں جبرئیل بھی اک پردہ دار بارگاہ

خضر کو بھی ہمرہی تیری یوہیں دشوار ہے
ہو سکا جیسے نہ انکے ساتھ موسے کا نباہ

ہے دل یوسف میں شاہا یوں تیری عارض کا عشق
جسطرح قلبِ زلیخا میں مہِ کنعان کے چاہ

تیرے قصرِ جاہ تک تا پہنچی نہ ہرگز مرغِ وہم
گرہے لاکھوں برس فکرِ رسائی میں تباہ

کسطرح ہوں ہیں تیری مدح و ثنا کا مدعی
کیا ہے یہاں جز فکرِ عاجز اور زبان عذر خواہ

وہ زیارت جامعہ کہتے ہیں جسکو اہلِ دین
ہے تیرے حسنِ فصاحت اور فضائل پر گواہ

آتشِ نمرود ہوتی کیوں نہ رشکِ باغِ خلد
نور تیرا تھا خلیل اللہ کا پشت و پناہ

گلشنِ اجلال میں تیرے ہے جنت ایک گل
مرغزار جاہ میں تیرے ہے طوبے ایک گیاہ

یوں ہی زیبِ آفرینش عرش کے پردیں تو
جسطرح سے سر میں آنکھ اور آنکھ میں نورِ نگاہ

میں تیرا مداح اور قدسی ہیں میرے مدح خواں
لب پہ یہاں تیری ثنا اور انمیں شورِ واہ واہ

میری تربت میں نکیرین آئے اور بعدِ سوال
دیکھتے ہیں وہ مجھے اور میں تیرے آنیکی راہ

فیض کو بہبودی دنیا و عقبےٰ کے لئے
بس ہے تیری اک نگاہ اے دو جہاں کے بادشاہ

دیگر

ہر ایک دل سرور و طرب کا مقام ہے
پیدا ہوئے علی نقی جشن عام ہے

یا شاہ تو وہ خسرو جنت مقام ہے
حوریں تیری کنیز ہیں رضوان غلام ہے

ہمنام حق کے نام پہ تیرا جو نام ہے
یہہ نام روح پرور خیر الانام ہے

درگہ تیری جہان میں ہے وہ روح بخش خلق
جسکا مقیم حشر میں جنّت مقام ہے

دارِ فنا میں تیری تولّا کا التزام
باغِ جناں میں باعثِ عیشِ مدام ہے

تیرے محبّ پہ دہر میں ہی جامِ مے حرام
فردوس میں اجازتِ شربِ مدام ہے

ظاہر ہے تیرے رُخ سے حسینؑ و حسنؑ کی شان
عارض ہے سرخ رنگ تو خط سبز فام ہے

اے باغِ خلد بس ہے مجھے درگہِ علیؑ
تجھپر میرا سلام خلوص التیام ہے

تو نورِ چشمِ ساقیِ کوثر ہے تو شہا
میرا بھی دل تیری مئے اُلفت کا جام ہے

چشمِ کرم تیری ہے محبّ کو دعاءِ حفظ
تیرِ نگہ عدو کو قضا کا پیام ہے

خم ہے تیرے سلام کو ہر شاخِ نونہال
جنت کا نام اسلئے دار السّلام ہے

اجماع ہے زیارتِ جامع کے فضل پر
کیونکر نہ ہو زبانِ خدا کا کلام ہے

دُنیا میں جسکو تیری وِلا سے ہے انحراف
اس کلمہ گو کے دین میں ہم کو کلام ہے

میں کیا ہوں تیرے خصم سیہ دل کی دوستی
جتنے حلال زادے ہیں اُن پر حرام ہے

گر آج ہے تیرے لبِ اطہر کا دل میں عشق
کل ہاتھ میں شرابِ طہورا کا جام ہے

ہے تیری آستاں کا جو سنگِ زمرّدیں
وہ بوسہ گاہ خضر علیہ السّلام ہے

داعی تو چہرہ اور تیری رُخ سے مقابلہ
بدرِ فلک کو نامِ خدا عقل تام ہے

میرا تیری ثنا میں وہ بلبل ہے ہم صفیر
سدرہ کے آشیانے میں جسکا مقام ہے

قطعہ

یارب تیرے کرم سے یہ ہے آرزو میری
یہ سرزمین کہ غیرتِ دار السّلام ہے

ہو بعدِ مرگ مدفن و مسکن فقیر کا
فردوس اور بہشت سے کیا مجھکو کام ہے

ہو طارمِ طلائی شہِ دیں میں میری قبر
جز خاک کربلا مجھے سونا حرام ہے

شاید قبول شہ ہو گی اے فیض تیری نظم
کرّوبیوں کا جو میرے گردِ ازدحام ہے

نونہال بوستانِ پیمبری و حیدری جناب امام حسنؑ عسکری علیہ السلام

(مسدس)

شہرہ جہاں میں حسن عسکری کا ہے
نقشِ نگین وہ عرش کی انگشتری کا ہے
کونین میں یہ گل چمن صفدری کا ہے
درِّ یتیم معدنِ پیغمبری کا ہے
مظلومیت میں مثل جناب حسینؑ ہے
اور دبدبہ میں فاتحِ بدر و حنین ہے

ہمنام ہے حسنؑ کا یہ محبوب ایزدی
بابا علی نقیؑ ہیں تو جدِ مرتضےٰ علیؑ
خود قبلۂ زمین و زماں عابد و سخیؑ
سرتاجِ خلق زیب دہِ مسندِ نبیؐ
ابن نقیؑ لقب ہے، شہ خاص و عام کا
اور صاحب الزماں ہے پسر اُس امام کا

عابدؑ کی طرح ان پہ عبادت کا خاتمہ
صادقؑ کی طرح شہ پہ صداقت کا خاتمہ
مثلِ علیؑ ہے اُن پہ شجاعت خاتمہ
مثلِ حسنؑ ہے خلق و مروت کا خاتمہ
شمع مزار اقدس شبیر اللہ ہیں۔
پشت و پناہ قبر رسالت پناہ ہیں

مُسدس دیگر

کھلتا ہے آج پھول ریاضِ رسولؐ میں
تازہ بہار آتی ہے باغِ بتولؑ میں
اعجاز آشکار ہے حُسن قبول میں
اظہار صنع خامۂ قدرت ہے پھول میں
بہزاد کا یہ رنگ ہو غیرت سے جان جائے
وہ حسن ہے کہ دیکھ کے مانی بھی مان جائے

آئی ہے بوستانِ محمدؐ میں کیا بہار
خندان گل و ثمر تر و تازہ ہیں برگ و بار
ہر نخل سے ہے حسنِ قیامت کا آشکار
آٹھوں بہشت کیا ہیں جو سو ہوں تو ہوں نثار
ترجیح دینگے خلد پہ ہم اس مقام کو
پس آج سے سلام ہے دار السلام کو

گلہائے باغِ خلد میں یہ رنگ و بو کہاں
مانی ہوئی ہے بات کہ یہ گفتگو کہاں
کیوں اے ارم ملینگے یہ آئینہ رو کہاں
پائیگی حسن باغ رسالت کو تو کہاں

تقریر کچھ نہ اپنی تعلّی کی آئیگی
کہتا ہوں مونہہ پہ صاف تیری بات جائیگی

گلزار مصطفیٰ سے جہاں کی مشابہت
ثابت کبھی نہیں کسی باعث کسی جہت

اسکی بہار فرد ہے۔ یکتا فضائیت
پائی کہاں بہشت نے یہہ قدر و منزلت

نسبت نہ خلد سے ہے نہ باغ نعیم سے
اسکا مقابلہ ہے تو عرش عظیم سے

آئی ہے پھر بہار اسی بوستاں میں آج
برپا ہے شور عید کا کون و مکاں میں آج

رونق ہے بوستانِ ارم کی جہاں میں آج
پھیلا ہے نور حق کا زمین و زماں میں آج

ریگ رواں یہی مہر ضیا بار بن گئی
دنیا تمام مَطلعُ الانوار بن گئی۔

دنیا خدا کے نور سے معمور ہو گئی
روشن تمام برق سر طور ہو گئی۔

ظلمت جہاں کے نور سے پُرنور ہو گئی
تاریکی شب کی صبح کو کافور ہو گئی۔

ہے شاہد جہاں کا جمال آفتاب پر
مہتاب جھُٹ رہی ہے رُخ آفتاب پر

کیسا در امام نقی پر ہجوم ہے
ماہ مبین کے گرد گروہ نجوم ہے۔

شادی کا غلغلہ ہے خوشی کا رسوم ہے
نعرہ خوشی کا چار طرف بالعموم ہے۔

نازاں ہیں سب عنائیتِ رب کریم پر
لُشکرائے لگم کی وہ ہوم ہے عرش عظیم پر۔

اللہ رے حسن خلق شہنشاہ دوجہاں
ملتے ہیں جان نثاروں سے اُٹھکر شۂ زماں

کہتے ہیں بار بار یہ ہو ہو کے شادماں
تم سب ہمیشہ شاد رہو زیر آسماں۔

ذی قدر ہے نہ تم سا نہ تمسا سعید ہے
میری خوشی تمہارے لئے عین عید ہے

میں تو یہ خوش ہوں پایہ فرزند لالہ فام
تمکو یہ ہے خوشی کہ خدا نے دیا امام۔

قائم ہوا زمانے میں اس سے ہمارا نام
دنیا و عاقبت میں بن آئے ہمارے کام

میرا یہ قول ہے پسرِ مہ لقا مِلا
ارشاد کو امام کے سنتے تھے جاں نثار
باتوں سے تھی عیاں صفتِ ذاتِ کردگار
کیونکر نہ ہوں کہ حُجتِ حق اُنکی ذات ہے
دولت سرا میں لیگئے تشریف پھر امام
دیکھا اُنہیں تو ادب ہوئے آپ شاد کام
دستِ جفائے چرخ کہن سے بچا رہے
سُن سُن کے سب امام زمانے کے یہ دعا
دے دے کے تہنیت شہِ والا سے یہ کہا
شرمندہ ماہ و مہر ہیں طلعت کو کیا کہیں
آئینہ کی مثال ہے وہ پھول سا بدن
روئی بنی و چشم حسینؑ رُخ حسنؑ
تعریف اُنپہ حُسن کی بالکل تمام ہے
سُنکر یہ گوشِ پاک سے تقریر اقربا
دکھلاؤ جلد لا کے مجھے میرا مہ لقا
دل سے لگائیں دل کو تو دل میں سرور آئے
ہاتھوں پہ لوگ لائے وہ رشکِ ماہ تمام
فرطِ خوشی سے سُرخ ہوا چہرہ امام
شادی کا چھا گیا یہ اثر جھومنے لگے

کہتے ہو تم امام ملا پیشوا ملا
حُسن لبِ مسیح زبان سے تھا آشکار
اظہار اپنے عجز کا کرتے تھے بار بار
حکمِ امام و قولِ خدا ایک بات ہے
پایا بھرا عزیز و اقارب سے گھر تمام
بے ساختہ یہ سب نے کہا شہ نے السلام
یہ گھر کا گھر الٰہی ہمیشہ بھرا رہے
مولا کے گرد گھیر لئے لگے خویش و اقربار
یوسفؑ سے بھی حسین ہے یہ فرزند مہ لقا
نورِ خدا کا نور ہے صورت کو کیا کہیں
نایاب ہے زمانے میں گویا ہے خود دہن
حق نے اوتار دی ہے یہ تصویر پنجتن
دیکھے گا اونکو جو وہ کہے گا امام ہے
مولے پکارے شوق میں روحی لہ الفدا
اب تو نہیں ہے ضبط کی طاقت مجھے ذرا
آنکھوں سے نورِ چشم کو دیکھیں تو نور آئے
دیکھا جو شہ نے آنکھوں سے وہ رد الانعام
آغوش میں لیا تو ہوئے اور شاد کام
دل سے لگا کے روئے لبیر چومنے لگے

جب پیار کر چکے تو یہ بولے امام دین
میرا تو جان و دل ہے یہی میرا مہ جبیں

ایسا کوئی شکیل نہ ایسا کوئی حسین -
ہے چاند میں بھی داغ پر اس میں ذرا نہیں

انسان تو کیا ملایکہ کے ہیں یہ افتخار -
جنات کے امیر سلیمان روزگار -

پیش خدا ہے سب سے سوا اُسکا اعتبار
قدرت خدا کی ہے اسی بندے کا اختیار

ہادی ہے رہنمائے جہان ہے امام ہے
کیوں کر نہ ہو رسول کا قایم مقام ہے

حجۃ اللہ علے الانام حضرت خلیفۃ الرحمن صاحب العصر والزمان عجل اللہ فرجہ[له]

(قصیدہ)

ہوں آنکھیں بے غبار آئینۂ دل بے کدورت ہو
کہیں یارب امام عصر کی رویت کی صورت ہو

اگر تیرا ظہور اے دلبر شاہ ولایت ہو -
گلستان جہاں رشک بہارستان جنت ہو

ہمارے دن عیدیں ہوں پر اے ہلال ابروِ مولا -
ہماری عید اُسی دن ہے کہ جسدن تیری بیعت ہو

شہا دل منتظر ہے اس نماز با جماعت کا
کہ جسمیں اقتدا عیسےٰ کا اور تیری امامت ہو

وہ دن بھی ہو کہ تیرا شربتِ دیدار رخ شاہا
برائے چشم بیمار مسیحا وجہ صحت ہو -

رہ عرفان حق میں پیر اسے رہبر کی کیا حاجت
تیرا نقش قدم جس شخص کا خضر طریقت ہو

ہو عابد یا کہ زاہد ہم اسے مومن سمجھتے ہیں
حصول دولت ایمان جسے تیری بدولت ہو

رہے وقت تلاوت دھیان تیرے مصحف رخ کا
خدا خوش ہو جو اس صورت سے قرآں کی تلاوت ہو

لسان اللہ ہو تو اے راز دان معنے قرآن
جہاں میں کیوں نہ تیری معجز بیانی کی شہرت ہو

نہ ہو کیوں مقتدا و مالک دنیا و دیں جب تو
نبی کا نور چشم اور کبریا کا نور قدرت ہو -

بھلا انکے مراتب کو کوئی سمجھے تو کیا سمجھے
ولا جنکی رسول اللہ کا اجر رسالت ہو

وہ سینہ مخزن دین ہے وہ دل ہے خانۂ کعبہ
کہ جسمیں اے امین کبریا تیری مودت ہو

تیرے رخسارۂ روشن کا اک ادنیٰ سا لمعہ ہے
چراغ طور ہو شاہا کہ خورشید قیامت ہو

[له] ولادت باسعادت شب جمعہ ۱۵ ماہ مبارک شعبان ۲۵۵ھ ہجری یا بقول ۲۵۶ھ بمقام سرمن رائی میں واقع ہوئی ۱۲۰

تیرے شیعوں کو فرحت تب ہو شاہا یہ صورت ہو | قدم پر سر ہوں ہاتھوں میں تیرا دامان دولت ہو
زبان مور سے وصفِ سلیمان غیر ممکن ہے | بیان فیض سے اے نورِ حق کیا تیری مدحت ہو

دیگر

فراقِ مہدئ دین سے جو بے قرار نہیں | وبال جان ہے وہ دل زینت کنار نہیں
شہا جسے تیری الفت پر افتخار نہیں | وہ لائق نظرِ لطف کردگار نہیں۔
پل صراط سے اسکا قدم نہ گذرے گا | شہا جو دل سے تیرے در پہ سر گذار نہیں۔
تیرے خیال سے حاصل ہے دلکو لطفِ وصال | یہ وجہ ہے جو تیرا ہجر ناگوار نہیں
شہاب دشمنِ چشم نجوم دیدہ مہر | ہے کون جو تیری فرقت میں اشکبار نہیں
ہے تیرا قصرِ مقدس وہ بارگاہ جلال | بغیر اذن فرشتہ کو جسمیں بار نہیں
شہا تو ہے چمن آرائی دین مصطفوی | تیرے عتاب میں اس باغ پر بہار نہیں
ہے تیری تیغ دو دم پر رواج دین موقوف | تو مرتبہ میں کم از شاہِ ذوالفقار نہیں۔
جبھی تلک ہے یہ گردن کشان دہر کا دور | کہ ہمتِ حق سے تجھے اذن کارزار نہیں۔
جو اپنے در پہ مجھے دلوے بیٹھنے کا اذن | غبار ہو کے نہ اٹھوں تو خاکسار نہیں۔
اس اوج پر ہے تیرے قصر جاہ کا ایوان | کہ مرغ وہم بشر کا جہاں گذار نہیں
جو آئے تو میری بالین پہ وقت نزع شہا | قدم پہ جان نہ دیدوں تو جان نثار نہیں
یہ آرزو ہے میرا سر ہو اور تیری نعلیں | بر قبضے لہوس تاجِ زر نگار نہیں۔

ق

زبانِ حال سے کہتی ہے کفر سے تیری تیغ | کہ شوق رزم میں دم بھر مجھے قرار نہیں
ذرا امام زمان لیں تو میاں سے مجکو | تیر انشان نہ مٹا دوں تو ذوالفقار نہیں

ق

ہے کسکو گلشن شداد کی ہوس اے فیض | ارم میں روضۂ شبیر کی بہار نہیں

دیگر

ولا ہے مثل دیدہ شمس و قمر لیل و نہار | چشم دل کو ہے امام منتظر کا انتظار

پنجۂ مژگاں ہے اور تسبیح اشک آبدار
ہے میری آنکھ اور تیری سبحۂ فرقت کا شمار

تیری فرقت میں ہے اسدرجہ میرے دلکی تڑپ
برق ہے جس سے خجل اور مرغ بسمل شرمسار

ایک دل رکھتا ہوں وہ بھی خنجر غم سے دو نیم
ایک جگر رکھتا ہوں وہ بھی تیغ حسرت سے فگار

یہ تو دو نو تجھہ پہ صدقے کرنیکے قابل نہیں
ہاں مگر اک گوہر جاں اک حیاتِ مستعار

مدح میں تیری نہ ہو کسطرح عاجز میری طبع
میں تو ہوں اک مشت خاک اور تو ہی نور کردگار

میری فکر نارسا اک زورق بے بادبان
اور تیرا رتبہ ہے اک دریائے ناپید اکنار

اس پہ بھی اک چشم مہر اے فاطمہ کے نور عین
فیض بھی ہے اک نگاہِ لطف کا امیدوار

دیگر

تھا نہ کافی دیدۂ ظاہر نگر کا انتظار
چشم دل کو ہے امام منتظر کا انتظار

مجکو ہے تیرے ظہور نیک اثر کا انتظار
اور تجھے حکم خدائی بحر و برّ کا انتظار

ہے ترقی پر شب و روز اے امام منتظر
آپ کی غیبت میں چشم تر کا انتظار

وائے چشم شوق دائم گوش برآواز ہوں
اسقدر ہے تیری رجعت کی خبر کا انتظار

یوں تیرے نور جبیں کے دید کا ہے دلکو شوق
جسطرح عُبّاد کو وقت سحر کا انتظار

لیگا جو خون شہید کربلا کا انتقام
ہے مجھے اس صاحب تیغ و سپر کا انتظار

ہیں رہِ عرفان کی سالک دہر میں گم کردہ راہ
سبکو ہے اس پیشوائے راہبر کا انتظار

چرخ چارم سے زمین تک آئیں ہیں بہر نماز
ہے مسیحا کو امام بحر و بر کا انتظار

چشم مہر و ماہ سے جو دیکھتا ہے صبح و شام
چرخ کو ہے کس شہِ فرخ سیر کا انتظار

وجہ رفع ظلمت عالم سے جسکے رُخ کا نور
چشم عالم کو ہے اس رشک قمر کا انتظار

جو کریگا لشکرِ اعدا کو بے نام و نشان
مردم حق بین کو ہے اس نامور کا انتظار

جان کر مجکو شہِ ثابت قدم کا منتظر
ایک پل کو میری آنکھوں سے نہ سرکا انتظار

کیوں نہ ٹپکوں سرزمینِ ہر تیری فتنمیں شہا
بیشتر ہوتا ہے باعثِ دردِ سر کا انتظار

آکے دیکھ اے قرۃ العین نبیؐ و نورِ حق
دیدنی ہے دیدہ ہائے حق نگر کا انتظار

مدح تیری تیغ کی لکھنے کو ہوں اور ہر کلک
ہے مجھے جبریل کے اک شاہپر کا انتظار

دیدہ حیران ہے فرطِ رشک خوں سے لالہ گوں
رنگ لایا ہے تیری شوریدہ سر کا انتظار

نذر کو لا کر دُرِ شہوار جو تکتی ہے راہ
ہے صدف کو کس شہ والا گہر کا انتظار

چل کھڑا ہو شوقِ پابوسِ شہ میں یک بیک
کس لئے اے فیض ساماں سفر کا انتظار۔

تمام شد